Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.103, 2016 pp 39 - 52

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، اپریل۔جون ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۳

اردو تدوینِ متن کی روایت اور دبستانِ لکھنؤ

ڈاکٹر عظمت رباب☆

Abstract:

Editing of Urdu texts during the 20th century has been carried out simultaneously at various centers of learning in India and Pakistan. Lucnow is one of these centers. Lucnow has been a center of Urdu Poetry and literature since late 18th century. In Editing it also enjoys a prominent place. Dr. Masud Hassan Rizvi, Dr. Syyed Shamim Anhonvi and others edited texts which mostly belong to Lucnow writers. In this article the author has presented an overview of the works of editors of Lucnow.

دبستانِ لکھنؤ اردو شاعری اور ادب میں ایک نمایاں مقام کا حامل رہا ہے۔ اردو تدوینِ متن کی روایت میں بھی اس کا اہم مقام ہے۔ لکھنؤ میں جن مدونین نے متون کی تدوین کی ہے ان میں زیادہ تر لکھنؤ ہی کے متون شامل ہیں۔ ان مدونین کے مدوّن متون کا تعارف ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب

۱۔ مجالس رنگین، سعادت یار خاں رنگین

مسعود حسن رضوی ادیب (۱۸۹۳ء۔۱۹۷۵ء) نے رنگین کی تصنیف مجالس رنگین کو مرتب کیا ہے۔ یہ مرتب کتاب مطبع نظامی پریس وکٹوریہ سٹریٹ لکھنو سے شائع ہوئی۔ اس پر سنہ اشاعت درج نہیں ہے تاہم مقدمہ کے آخر میں ۱۴ اگست ۱۹۲۹ء درج ہے۔ مجالس رنگین کے نسخے کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''مجالس رنگین کا جو نسخہ میرے کتب خانے میں ہے وہ ۱۲۶۴ھ میں مطبع محمدی میں چھپا تھا۔ ایک نسخہ محترمی جناب پنڈت منوہر لال صاحب زتشی کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے مگر وہ بھی اسی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

مطبع اور اسی سنہ کا چھپا ہوا ہے۔ لندن میں انڈیا آفس کے کتب خانے میں اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے جس کی تاریخ تحریر ۵ جمادی الاولی ۱۲۴۹ھ ہے۔ ایک قلمی نسخہ اور بھی ہے مگر ان تک میری رسائی نہیں۔"[۱]

۲۔دیوان فائز

ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب نے فائز کا دیوان مرتب کیا ہے جو انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔

پیش نامہ میں کلیاتِ فائز اور اردو کلام کے حصول اور ترتیب کے مراحل اور مشکلات کو بیان کیا گیا ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں کلیاتِ فائز کا نسخہ موجود تھا جس کی مدد سے مرتب نے فائز کا اردو کلام ترتیب دیا ہے۔ مقدمہ میں فائز کے حالات اور خصوصیاتِ کلام کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پہلی غزل کا پہلا شعر ہے:

جان ! ایامِ (ا) دلبری ہے یاد سیر گل زار و مے خواری ہے یاد[۲]

اس کے حاشیے میں لفظ ایام کی وضاحت کی ہے:

"(ا) ایام۔ یہاں واحد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی ہیں 'زمانہ'[۳]

۳۔تذکرۂ نادر، کلب حسین خاں نادرؔ

مرتب نے تذکرۂ نادر کو مرتب کیا جو کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنو سے ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔ مرتب نے نادر کی تصنیفات کا مختصر تعارف بھی درج کیا ہے۔ نادر نے اشعار پر جو مصرعے لگائے تھے انھیں مرتب نے شامل نہیں کیا۔ اس تذکرے میں پہلا نام آباد کا ہے۔ اس کا ذکر نادر نے یوں کیا ہے:

"آبادؔ۔ مہدی حسین خاں ولد غلام جعفر خاں صاحب دیوان متوطن لکھنو شاگرد جناب ناسخ مغفور۔" (ص ۱۷)

اس بیان کے بعد آباد کے یہ پانچ شعر دیے ہیں

صدمۂ فرقتِ دلدار نے سونے نہ دیا
رات بھر درد دل زار نے سونے نہ دیا

ہم شبِ ہجر میں لوٹا کیے انگاروں پر
ایک دم آہ شرر بار نے سونے نہ دیا

شام سے یاد جو آئے رُخ و گیسوئے صنم
صبح تک شمع شبِ تار نے سونے نہ دیا

صبح تک سنتے رہے حالِ دلِ زار مرا
اُن کو غم کی مری گفتار نے سونے نہ دیا

دار ہیں بعد فنا قبر میں آنکھیں آبادؔ
حشر تک حسرت دیدار نے سونے نہ دیا[۴]

اسی طرح الف بائی ترتیب سے شعرا کے حال اور کلام درج کیے گئے ہیں۔ مرتب نے آخر میں شعرا کی فہرست درج کی ہے جو اس تذکرہ میں مندرج ہیں۔ ان کی بیان کردہ تعداد کے مطابق کل ۵۲۱ شعرا کا ذکر اس میں کیا گیا ہے۔ مرتب نے ایک اہم تذکرے کو مرتب کیا تاہم صاحبِ تذکرہ، نادرؔ نے شعرا کے کلام پر جو مصرعے لگائے تھے انھیں بھی شاملِ متن کرنا چاہیے تھا جو کہ نہیں کیا گیا۔

۴۔ گلشنِ سخن ،مردان علی خاں مبتلاؔ لکھنوی

مسعود حسن رضوی ادیب نے مردان علی خاں مبتلا لکھنوی کے تذکرہ کو مرتب کیا ہے جو انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ اس تذکرے کے مندرجات کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''یہ تذکرہ تین سو اکیس شاعروں کے حالات اور ان کے منتخب اشعار پر مشتمل ہے۔''۵

ابتدا میں جو عبارت مبتلا نے درج کی ہے اس کے آخر میں درج ذیل قطعۂ تاریخ اور عبارت دی ہے:

''آب و رنگ اس کا ہے جوں باغ ارم　　نہیں اس کے متقابل گلشن
سالِ تاریخ میں پوچھا اُن سے　　جو تھے اس فن کے سخن سنج کہن
سب لگے کہنے کہ اک عمر کے بعد　　آج پھولا ہے سخن کا گلشن (۱۱۹۴ھ)

الٰہی تا مطلع آفتاب زیبِ بیاضِ صبحِ عالم آرا و ہفت دریچۂ افلاک منظور نظارگیانِ عالمِ بالا دست نظر بد از روئے این مجموعہ دور و دل نیک بختان از مشاہدہ اش وسرور۔ باد برب العباد۔''۶

۵۔ اندر سبھا ،امانت لکھنوی

سید مسعود حسن رضوی ادیب نے امانت لکھنوی کی اندر سبھا کو مرتب کیا ہے جو کہ عشرت پبلشنگ ہاؤس ہسپتال روڈ انار کلی لاہور سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔ دیباچہ میں مرتب نے اندر سبھا کی ترتیب کا پس منظر بیان کیا ہے۔ ''شرح اندر سبھا (مصنف کے قلم سے)'' کے عنوان کے تحت اندر سبھا کی شرح بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد اندر سبھا کا متن درج کیا گیا ہے۔ حواشی میں الفاظ کا مفہوم اور وضاحتیں درج ہیں۔ متن میں مختلف ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں۔ مثلاً دوسرا عنوان ہے ''چو بولا (۱) اپنے حسب حال زبانی راجا اندر کی'' میں چو بولا کا مفہوم حاشیے میں یوں درج کیا ہے:

''(۱) چو بولا۔ اس کتاب میں دو چو بولے ہیں۔ جو ہندی دوہوں کی بحر میں مثنوی کی شکل کی نظمیں ہیں ایک میں پانچ اور ایک میں سات شعر ہیں۔''۷

عبدالباری آسی

۱۔دیوان دردؔ

عبدالباری آسی کا مرتبہ دیوانِ درد مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ پہلا پاکستانی ایڈیشن اردو مرکز لاہور، اردو اکیڈمی سندھ کراچی سے ۱۹۵۱ء میں شائع کیا گیا۔ مقدمہ دیوانِ میر درد میں میر درد کے حالات، صوفیانہ سلسلہ، تصانیف کا تعارف، درد کے شاگردوں کا احوال درج کیا ہے۔

خلیل الرحمٰن داؤدی کا مرتبہ دیوانِ درد مجلسِ ترقیِ ادب سے شائع ہوا جبکہ رشید حسن خاں کا مرتبہ دیوانِ درد قیام پبلشرز لاہور سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔

دیوانِ درد کے متذکرہ تینوں مرتب متون میں کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً پہلی غزل کا پہلا شعر

خلیل الرحمٰن داؤدی نے یوں درج کیا ہے:

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا ۸

جبکہ آسی اور رشید حسن خان کے مندرج متن میں یہ شعر یوں ہے

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا ۹

۲۔ کلیاتِ میر

عبدالباری آسی نے کلیاتِ میر ترتیب دیا جو ۱۹۴۰ء میں منشی نول کشور لکھنو سے شائع ہوا۔ مقدمہ میں مرتب نے تفصیل سے میر کے حالات، تصانیف اور کلام کی خصوصیات کو درج کیا ہے۔ ص ۳ تا ص ۵۸ مقدمہ محیط ہے۔

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا چھوڑا وفا کو اُن نے مروت کو کیا ہوا ۱۰

راہ(ا) دورِ عشق سے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ۱۱

اس کے حاشیے میں مرتب نے یوں وضاحت کی ہے

:''ا۔ یہ شعر اس طرح بھی مشہور ہے ۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا الخ مگر صحیح اسی طرح ہے جیسا کہ نقل ہوا۔'' ۱۲

غزلیات کے چھ دواوین کے بعد دیگر اصنافِ سخن ہیں جن میں فردیات، تضمین، مثلث، مخمس، رباعیات، قطعات اور مثنویات شامل ہیں۔ آخر میں فرہنگ کلیاتِ میر ہے۔ عبدالباری آسی کے بعد بھی کلیاتِ میر کو ترتیب دیا گیا ہے لیکن زیادہ تر مدونین نے آسی ہی کے متن کو پیش کیا ہے۔

۳۔ کلیاتِ نظیر اکبر آبادی

مولانا عبدالباری آسی نے نظیر اکبر آبادی کا کلیات مرتب کیا جو نول کشور پریس سے ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔ اس کا مقدمہ مولانا عبدالمومن فاروقی نے لکھا ہے۔ مقدمہ نگار لکھتے ہیں:

''یہ تازہ کلیات میرے مخلص دوست مولانا عبدالباری آسی مرحوم نے ۱۹۳۵ء میں اردو، فارسی، عربی لٹریچر کی اشاعت کے دارالامثال مرکز اشاعت مطبع نول کشور لکھنو کے ایما پر ترتیب دینا شروع کی تھی اور غالباً ساڑھے چار سو، پانچ سو صفحہ کا مٹیریل کتابت کی منزلوں سے گزر کر پریس میں چلا بھی گیا تھا کہ اچانک قدرت کے طاقتور ہاتھوں نے ان کے دست و قلم کو دوامی سکوت و خموشی کا حکم دے دیا اور دوسرے لوگ ان کی جگہ پر آ کے بیٹھ گئے۔'' ۱۳

تاہم کنور تیج کمار مالک تیج کمار پریس و تیج کمار بک ڈپو کے کہنے پر انھوں نے اس کا مقدمہ لکھا اور اس کلیات کو مکمل کیا گیا۔ کلیات کا آغاز غزلیات سے ہوتا ہے۔ پہلی غزل کا آغاز یوں ہے:

دل ہوا جس روز بسمل ابروے دل خواہ کا تھا وہی پہلا دن اس بسمل کی بسم اللہ کا ۱۴

غزلیات کے بعد ''مخمسات عاشقانہ نظیر'' کا عنوان ہے۔ اس کے بعد مسدسات عاشقانہ، ترکیب

بند و ترجیع بند، قطعات، رباعیات، قصائد، مثنویات اور نظمیات ہیں۔ اس کے بعد ضمیمہ غزل و نظم اردو، کلام نظیر بزبان فارسی، خطوط منظوم، متفرقات کے بعد آخر میں رباعیات صنعت تضمین میں اور واسوخت ہیں۔

سید اظہر مسعود رضوی

دریائے عشق، میر تقی میر

سید اظہر مسعود رضوی نے میر کی مثنوی دریائے عشق کو ترتیب دیا ہے جسے کتاب گھر لکھنؤ نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔ مرتب نے مصحفی کی بحرالمحبت اور میر کی دریائے عشق کا تقابل کیا ہے اور میر کی مثنوی کی اثر آفرینی کو بیان کیا ہے۔ مرتب نے کن نسخوں کو مدِ نظر رکھ کر یہ مثنوی ترتیب دی اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس میں کوئی حواشی بھی نہیں ہیں۔ مرتب نے میر کی مثنوی کے متن کو تو ترتیب دے دیا، بحرالمحبت سے اس کا تقابلی مطالعہ بھی پیش کر دیا، مثنوی کا خلاصہ بھی درج کر دیا لیکن اس متن کی بنیاد انھوں نے کس نسخے یا نسخوں پر رکھی ہے اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر سید محمد شمیم انہونوی

۱۔ تذکرہ خوش معرکہ زیبا

ڈاکٹر سید محمد شمیم انہونوی نے تذکرہ خوش معرکہ زیبا کو ترتیب دیا ہے۔ یہ تدوین انھوں نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے کی تھی۔ ڈاکٹر شمیم کا مرتبہ ''خوش معرکہ زیبا'' نسیم بک ڈپو لکھنو سے جولائی ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر شمیم نے بھی مقدمے میں انھی چاروں مخطوطوں کا ذکر کیا ہے جو مشفق خواجہ نے تذکرہ خوش معرکہ زیبا کی تدوین میں بیان کیے تھے۔ ڈاکٹر شمیم انہونوی نے نسخہ لکھنؤ، نسخہ پٹنہ اور نسخہ علی گڑھ کا تعارف پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر سید محمد شمیم نے خوش معرکہ زیبا کی تدوین کرتے ہوئے متن کی بنیاد مخطوطہ لکھنؤ پر رکھی ہے اور نسخہ پٹنہ سے اس کی عبارتوں کا مقابلہ کر کے حواشی میں اختلاف نسخ درج کر دیے ہیں جبکہ وہ جملے یا عبارتیں جو صرف نسخہ لکھنؤ میں موجود ہے اس کے نیچے خط کھینچ دیا ہے۔ جو اشعار نسخہ پٹنہ میں ہیں اور نسخہ لکھنؤ میں نہیں ان کے درمیان پ بنا دیا گیا ہے اور جو اشعار صرف نسخہ لکھنؤ میں ہیں اور نسخہ پٹنہ میں نہیں ہیں ان کے درمیان ل بنا دیا گیا ہے۔

قلت رزق کو سنت تو سمجھ اے ناصر پ فقر و فاقہ ہی رہا آل عبا کے گھر میں ۱۵

۲۔ سب رس

مولوی عبدالحق کے بعد ڈاکٹر سید عبداللہ اور ڈاکٹر شمیم انہونوی نے سب رس کا متن اپنے مقدموں کے ساتھ پیش کیا ہے لیکن متن وہی ہے جسے مولوی عبدالحق نے مرتب کیا تھا۔

ڈاکٹر محمود الٰہی

۱۔ اردو کا پہلا ناول خطِ تقدیر، مولوی کریم الدین

ڈاکٹر محمود الٰہی نے مولوی کریم الدین کے ناول خطِ تقدیر کو اردو کا پہلا ناول قرار دیا ہے۔ ان کا

مرتبہ یہ ناول دانش محل امین الدولہ پارک لکھنؤ سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمود الٰہی نے ''حرفِ آغاز'' میں خطِ تقدیر کی چند طباعتوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلی بار یہ ناول ۱۸۶۲ء میں شائع ہوا اور مدارسِ پنجاب کے نصاب میں شامل کر لیا گیا۔ دوسری بار ۱۸۶۴ء میں بابو چندر ناتھ کے زیر اہتمام اور پھر ۱۸۶۵ء میں مطبع پنجابی لاہور میں طبع ہوا۔ آخر الذکر ایڈیشن کے متن پر مصنف نے نظر ثانی کی تھی اور تصحیح کے بعد اسے خود شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر محمود الٰہی نے اس ایڈیشن کے متن کو دوبارہ شائع کیا ہے۔

خطِ تقدیر میں جا بجا اشعار کا استعمال ہے۔ کہیں کہیں مثنویوں کے طویل اقتباسات بھی دیے گئے ہیں۔ مقدمے میں نذیر احمد اور کریم الدین کے قصوں کا موازنہ و مقابلہ کیا گیا ہے۔ ناول کا متن صفحہ ۳۷ تا صفحہ ۱۴۱ پر محیط ہے۔ آخر میں ضمیمہ الف میں ان الفاظ کا ترجمہ درج ہے جو مصنف کریم الدین نے نظر ثانی کرتے ہوئے حاشیے میں یا بین السطور درج کیے تھے۔ صفحہ ۱۴۳ سے صفحہ ۱۵۲ تک ان الفاظ کی وضاحت ہے۔ ضمیمہ ب میں کریم الدین کی تالیفات کی فہرست ہے۔

۲۔ گلستانِ بے خزاں، قطب الدین باطن

گلستانِ بے خزاں کا عکسی ایڈیشن اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے ۱۹۸۲ء میں شائع کیا گیا۔ ۱۲۹۱ھ میں منشی نول کشور نے گلستانِ بے خزاں چھاپا تھا، یہ اسی ایڈیشن کا عکس ہے۔ پیش لفظ میں ڈاکٹر محمود الٰہی لکھتے ہیں:

> ''گلستانِ بے خزاں کے جس نسخے کا عکس پیش کیا جا رہا ہے وہ ۱۲۹۱ھ میں شائع ہوا تھا اور اب نایاب کی صف میں داخل ہو چکا ہے۔''[۱۶]

۳۔ تذکرہ نکات الشعرا

ڈاکٹر محمود الٰہی نے ''نکات الشعرا'' کو مرتب کیا ہے جو ۱۹۸۴ء میں اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ انھوں نے پیرس کے قومی کتب خانے میں نکات الشعرا کے ایک خطی نسخے کا ذکر کیا ہے جس کے ترقیمے کے مطابق اس کی کتابت ۱۱۷۸ھ میں سورت کے مقام پر ہوئی تھی۔ مولوی عبدالحق نے جس مخطوطے پر متن کی بنیاد رکھی تھی اس کی کتابت ۱۱۷۲ھ میں ہوئی تھی یعنی نسخہ پیرس کی کتابت اس کے چھ سال بعد ہوئی۔ دونوں کے متن میں کہیں کہیں معمولی اختلافات ہیں۔ ڈاکٹر محمود الٰہی نے نسخۂ انجمن کو متن کی بنیاد بنایا ہے اور نسخہ پیرس سے متن کی تصحیح کی گئی ہے۔ متن کی تصحیح میں تذکرہ شورش کے خطی نسخے سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمود الٰہی نے کہیں کہیں نسخہ پیرس والے متن کو شامل کیا ہے تاہم زیادہ تر متن مطبوعہ نکات الشعرا سے لیا گیا ہے اور اختلافِ نسخ کے لیے پیرس کے نسخہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً تذکرے کی ابتدائی سطور میں سے درج ذیل سطر ہے:: ''اگرچہ ریختہ از (ا) دکن است'' [۱۷]

اس میں لفظ ''از'' نسخہ پیرس میں ہے جبکہ نسخہ انجمن سے اس کا اختلاف یوں درج کیا ہے:

''انجمن: در'' [۱۸]

۴۔ تذکرۂ شورش، غلام حسین شورش

ڈاکٹر محمود الٰہی نے غلام حسین شورش (م ۱۱۹۵ھ) کا تذکرۂ شورش (رموز الشعرا) مرتب کیا جو اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ مرتب کو تذکرۂ شورش کا نسخہ خانقاہ رشیدیہ جون پور سے دستیاب ہوا۔ مقدمہ میں اس تذکرے کی اہمیت بیان کی ہے۔ ڈاکٹر محمود الٰہی نے نسخہ کا تعارف بھی مقدمہ میں درج کیا ہے۔ یہ نسخہ ۱۶۳ اوراق یا ۳۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ نسخہ قدیم ہے۔ اس کا ابتدا اور آخر کا ایک ورق غائب ہے۔

> ''تذکرے میں تحریر و کتابت کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ مصنف کا اصل نسخہ ہے۔''۱۹

ڈاکٹر شاہ عبدالسلام

۱۔ کلیاتِ شوق، مرزا شوق

ڈاکٹر شاہ عبدالسلام نے مرزا شوق کی چند غزلیات، ایک واسوخت اور تینوں مثنویوں کو کلیاتِ شوق کی صورت میں مرتب کیا ہے جو دانش محل لکھنؤ سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔ غزلیات کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''متفرق اشعار جو مختلف تذکروں میں شامل کر دیے گئے تھے وہی محفوظ رہ سکے۔ عطاء اللہ پالوی نے مختلف تذکروں سے اکٹھا کر کے مجموعی بیالیس اشعار اپنی کتاب تذکرۂ شوق میں شامل کیے ہیں اور یہی ان کا مکمل کلام بتایا ہے۔ حالانکہ راقم الحروف نے تلاش کر کے مجموعی طور پر اکسٹھ اشعار ڈھونڈ نکالے ہیں جو اس کلیات میں شامل ہیں۔''۲۰

۲۔ کلیاتِ شاہزادہ سلیمان شکوہ

ڈاکٹر شاہ عبدالسلام نے مغل شہزادہ مرزا سلیمان شکوہ کا اردو اور فارسی کلام ترتیب دیا ہے جو دانش محل لکھنؤ سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر شاہ عبدالسلام کلیاتِ شاہزادہ سلیمان شاہ کے مخطوطے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''امریکہ کے دورانِ قیام میں راقم کو سلیمان شکوہ کے کلیات کے مطالعے کا موقع ملا اور اس کی فوٹو کاپی جناب پروفیسر ایم۔ اے۔ آر بارکر صاحب کی فراخ دلی کے طفیل میں دستیاب ہوئی۔''۲۱

مرتب کی معلومات کے مطابق کلیات کا ایک اور نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے کتب خانے میں ہے، اس تک مرتب کی رسائی نہ ہو سکی چنانچہ وحید قلمی نسخے سے یہ کلیات مرتب کیا گیا۔ مخطوطہ کرم خوردہ تھا چنانچہ جو اشعار صحیح نہ پڑھے جا سکے اسی طرح نامکمل صورت میں شاملِ کلیات کر دیے گئے ہیں۔

مرتب نے پنجاب یونیورسٹی کے جس نسخہ کا ذکر کیا ہے اس مخطوطہ کا نمبر kui vi 64/5621 ہے۔ اس میں دو مخطوطے مجلد ہیں پہلا مخطوطہ محمد حسن خان متخلص بہ مرزا کا قصیدہ ہے۔ کاتب کا نام

عبدالمذنب ہے اور یہ چہاردہم شعبان ۱۲۲۵ھ میں تکمیل پذیر ہوا۔ اس نسخے کے بعد اسی خط میں دیوانِ سلیمان ہے۔ یہ نسخہ ناقص الاول ہے، صفحے کے بائیں طرف سرخ روشنائی سے شمار دیے گئے ہیں۔ یہ نسخہ صفحہ ۳۰ سے شروع ہو رہا ہے۔ اس کے آغاز میں جو غزل ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے:

جور بلبل پر نہ اتنا بھی ارے صیاد کر　　　نو بہار آئی ہے اوس کو آزاد کر

آخری صفحہ کا نمبر ۱۲۶ ہے یعنی صفحہ ۳۰ تا ۱۲۶ دیوانِ سلیمان کے متن پر مشتمل ہے۔ آخر میں ''مہر مصنف شاہزادہ سلیمان شکوہ'' کی تحریر ہے اور ایک مہر ثبت ہے۔

مطبوعہ نسخہ اور مخطوطہ کے متن میں کہیں کہیں اختلاف بھی ہے مثال کے طور پر مطبوعہ کا شعر ہے

اوروں کی طرح سے تم نہ ٹالو　　　ہم کو اپنے گلے لگا لو

مخطوطہ میں ''تم'' کے بجائے ''اب'' ہے یعنی پہلا مصرع یوں درج ہے:

اوروں کی طرح سے اب نہ ٹالو

ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی

۱۔ کلیاتِ ولی

نورالحسن ہاشمی نے کلیاتِ ولی کو ترتیب دیا جو انجمن ترقی اردو ہند سے ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن سامنے آئے۔ زیر نظر ایڈیشن الوقار پبلی کیشنز لاہور کا ہے جس کا سال اشاعت ۱۹۹۶ء ہے۔ اس میں نورالحسن ہاشمی کا سوانحی خاکہ اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا مضمون ''ولی کی زبان'' بھی شامل کیا گیا ہے۔ دیباچہ میں مرتب نورالحسن ہاشمی نے دیوانِ ولی کی مقبولیت، قلمی نسخوں اور کثیر اشاعت کا ذکر کیا ہے۔

نورالحسن ہاشمی نے کلیاتِ ولی کے چند نسخوں کا ذکر کیا ہے جو بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

> ''تین قلمی نسخے بھی پیش نظر رہے (دو بوسیدہ قلمی ذاتی (ایک میں تاریخ کتابت ۱۱۸۰ھ درج ہے) اور ایک ن ۶ میں مذکورہ بالا کی زیروگراف کاپی) اور مطبوعہ نسخوں میں سایانی والا اور احسن مارہروی صاحب اور اپنے مرتب کردہ پہلے کے دونوں نسخے۔''[۲۲]

۲۔ نوطرز مرصع، میر محمد حسین عطا خاں تحسین

ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی نے تحسین کی نو طرز مرصع کو مرتب کیا جو ہندوستانی اکیڈمی اتر پردیش الہ آباد سے ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی۔

صفحہ ۵۱ تا ۳۳۲ متن ہے۔ حواشی میں اختلاف دیے گئے ہیں۔ ابتدا میں پہلا شعر ہے

دیباچۂ ثنائے خدا وند ذوالجلال　　　ایسا نہیں کہ لکھ سکے اُس کا کوئی کمال (۱) [۲۳]

اس کا اختلاف، نسخہ ۴ اور ۵ سے یوں درج کیا ہے: ''ا۔ مقال۔ ن ۴ و ۵'' [۲۴]

اسی طرح دیگر نسخوں سے بھی اختلافات درج کیے گئے ہیں۔

مرتب نے باغ و بہار کے مآخذ نوطرز مرصع کو ترتیب دیا ہے۔ انھوں نے مقدمے میں نسخوں کا تعارف درج کیا ہے اور حواشی میں نسخوں کے اختلافات کو بھی درج کر دیا ہے۔ نوطرز مرصع کے مآخذ بھی درج کیے گئے ہیں۔ مختلف نسخوں کی خصوصیات اور ان نسخوں میں متن کے اختلاف کی وجوہات بھی درج کی گئی ہیں۔

۳۔ کلیاتِ حسرت دہلوی، جعفر علی حسرت دہلوی ثم لکھنوی

ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی نے جعفر علی حسرت کا کلیات ترتیب دیا ہے جو دانش محل لکھنؤ سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ دیباچہ میں مرتب نے لکھا ہے کہ کلیاتِ حسرت کی ترتیب میں صرف دو قلمی نسخے پیش نظر رہے ہیں۔ پہلا جلسۂ تہذیب لائبریری لکھنؤ کا (ن ل) دوسرا رضا لائبریری رام پور کا (ن ر) برٹش میوزیم کے نسخے کی نقل کی موجودگی کی اطلاع مرتب نے دی ہے کہ دہلی یونیورسٹی میں موجود ہے لیکن باوجود کوششوں اور وعدوں اور وہ نقل انھیں دیکھنے کو نہ مل سکی۔

مرتب کلیاتِ حسرت کے متن کی ترتیب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''پیش نظر نسخے میں ترتیب نسخہ رام پور کی ملحوظ رکھی گئی ہے یعنی پہلے قصائد، پھر مخمسات پھر غزلیات و رباعیات۔''۲۵

متن کی بنیاد نسخہ لکھنؤ پر رکھی گئی ہے۔ حاشیہ میں نسخہ رام پور کے اختلافات درج کیے ہیں۔ جو غزلیں نسخہ رام پور میں ہیں اور نسخہ لکھنؤ میں نہیں ان کے اوپر صہ صہ کا نشان ہے۔ مقدمہ میں حسرت کے حالات اور کلام کی خصوصیات درج کی ہیں۔

متن میں پہلے قصائد درج کیے گئے ہیں جو تعداد میں آٹھ ہیں۔

۴۔ بکٹ کہانی، محمد افضل افضلؔ

نور الحسن ہاشمی اور مسعود حسین خاں نے افضل کی بکٹ کہانی کو مرتب کیا جو اتر پردیش اکادمی لکھنؤ سے پہلی بار ۱۹۷۸ء میں اور دوسری بار ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں نور الحسن ہاشمی نے بارہ ماسہ کی تعریف اور اس کی روایت کو مختصراً بیان کر کے افضل کے بارہ ماسہ کی خصوصیات اور نسخوں کا تعارف درج کیا ہے۔ بکٹ کہانی کے پہلے اشعار ہیں:

۱۔ سنو سکھیو ! بکٹ میری کہانی	بھئی ہوں عشق کے غم سوں دِوانی
۲۔ نہ مجھ کوں بھوک دن، نا نیند راتا (۱)	برہ کے درد سوں سینہ پراتا (۲)
۳۔ تمامی لوک (۳) مجھ بوری کہی رے	خرد گم کردہ، مجنوں ہورہی ری ۲۶

مرزا جعفر علی نشتر لکھنوی

تذکرہ آب بقا، مولوی منشی خواجہ محمد عبدالروٴف عشرت لکھنوی

مرزا جعفر علی نشتر لکھنوی نے عشرت لکھنوی کے تذکرہ آبِ بقا کو مرتب کیا جو منشی نول کشور

پریس لکھنو سے فروری ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا۔ عشرت لکھنوی کا سلسلہ تلمذ میر سے تھا۔ میر کے فرزند سید محمد عسکری عرف میر کلو عرش کے شاگرد محمد جان شآد پیرو میر، عشرت کے استاد تھے۔ زیرِ نظر تذکرہ کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''یہ کتاب جس کا نام آبِ بقا ہے لکھنو اور دہلی وغیرہ کے بعض شعرا کا مفصل اور جامع تذکرہ ہے۔ ان شعرا کے حالات تو اور مصنفوں نے بھی لکھے ہیں مگر خواجہ صاحب نے خاص تحقیقات سے مزید حالات بہم پہنچائے ہیں اور کلام کا انتخاب شاعرانہ حیثیت سے کیا ہے۔'' ۲۷

اس تذکرے میں عام تذکروں کی روش سے ہٹ کر شعرا کے حالات اور شخصی خاکے تفصیل سے درج کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری

۱۔ منظوماتِ میاں دلگیر، غلام حسین دلگیرؔ

ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری نے دلگیر کی نظموں کا مجموعہ مرتب کیا جو سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ مقدمہ میں دلگیر کا تعارف درج کیا گیا ہے۔ ان معلومات کے مطابق لالہ چھنولال نام اور دلگیر تخلص تھا۔ شیفتہ اور ناصر کے تذکروں کے حوالے سے مرتب نے بتایا ہے کہ ائمہ معصومین سے دلگیر کو بہت زیادہ عقیدت تھی اسی بنا پر اسلام قبول کیا اور اپنا نام غلام حسین مقرر کیا۔ دلگیر اپنے زمانے کے نامور مرثیہ گو تھے۔ ۱۲۴۰ھ میں سلام اور مرثیہ کا ضخیم دیوان مرتب کیا۔ مرتب کو مراثی دلگیر کی چھ جلدیں دستیاب ہوئیں۔ ان کے علاوہ غیر مطبوعہ مرثیے کتب خانوں سے فراہم ہوئے۔ کئی مرثیوں کے آخر میں سال کتابت بھی درج ہے۔ مرتب نے دلگیر کے مراثی کی خصوصیات درج کی ہیں اور مرزا دبیر سے ان کا تعلق بیان کیا ہے۔ چونکہ دلگیر کی زبان میں لکنت تھی اس لیے ان کے مرثیے سوزخوان شاگرد پڑھتے تھے۔ مرزا دبیر بھی پڑھنے والوں میں شامل تھے۔

مرتب کو راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے سے ایک مخطوطہ ملا جس پر ''دیوانِ دلگیر'' لکھا ہے۔ اس میں چند مثنویاں، مسدس، ترجیع بند اور تاریخی مقطعات شامل ہیں۔ مرتب اس مخطوطے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''میری رائے میں یہ دیوانِ دلگیر کا واحد مخطوطہ ہے کیوں کہ اس کا ذکر اودھ کیٹلاگ، مخطوطات انڈیا آفس لائبریری یا برٹش میوزیم لندن، کتب خانہ بانکی پور پٹنہ، کتب خانہ سالار جنگ اور آصفیہ حیدر آباد میں کہیں نہیں ملتا ہے۔'' ۲۸

۲۔ تذکرہ شعرائے ہندی، میر حسن

ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری نے میر حسن کا تذکرہ مرتب کیا ہے جو اردو پبلشرز لکھنؤ سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری لکھتے ہیں کہ میر حسن نے تذکرے کا کوئی نام نہیں رکھا تھا۔ حبیب

الرحمٰن خاں شروانی نے اسے تذکرہ شعرائے اردو کے نام سے پہلی بار ۱۹۲۲ء میں شائع کیا تھا، انھوں نے تذکرے کے متن کا ذکر نہیں کیا تاہم رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے نسخے سے مطابقت و تصحیح و تنقید کے ساتھ ۱۹۴۰ء میں انجمن ترقی اردو سے دوبارہ شائع کرایا۔ مرتب لکھتے ہیں کہ انھیں تذکرۂ میر حسن کے دو نادر الوجود قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ ایک لکھنؤ کے عربی کالج سلطان المدارس اور دوسرا ندوۃ العلما کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ نسخہ اول میرزا محمد تقی خاں ترقی کے کتاب خانے کی یادگار ہے۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''نسخہ سلطان المدارس غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ تذکرۂ میر حسن کا قدیم ترین مخطوطہ ہے اور غالباً مصنف کے ہاتھ ہی کا مکتوبہ ہے۔ اگر یہ کسی کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہوتا تو پھر اس میں کہیں نہ کہیں کاتب کا نام یا تاریخ کتابت بھی درج ہوتی۔ پورا نسخہ ابتدا سے آخر تک ایک ہی کاتب کے ہاتھ کا ہے۔'' ۲۹

زیرِ نظر مرتب تذکرہ میں کل ۳۰۷ شعرا کا ذکر ہے۔ حالات فارسی زبان میں درج کیے گئے ہیں اور اردو کلام کا نمونہ دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید سلیمان حسین

۱۔ رانی کیتکی کی کہانی، سید انشاء الله خاں انشا

ڈاکٹر سید سلیمان حسین نے انشا کی تصنیف رانی کیتکی کی کہانی کی تدوین کی ہے جو کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنؤ سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ مقدمہ میں مرتب نے رانی کیتکی کی کہانی کو انیسویں صدی کے آغاز کے نثری ذخیرہ کا اولین نمونہ قرار دیا ہے، مرتب نے انشا کے حالات مختصراً درج کیے ہیں۔ مرتب نے رانی کیتکی کی کہانی کا متن تین نسخوں کی مدد سے ترتیب دیا ہے مرتب نے حواشی میں نسخہ عبدالحق اور ہندی متن کے اختلافات درج کیے ہیں اور کہیں کہیں الفاظ کی وضاحت بھی کی ہے۔ زیادہ تر اختلافات نسخہ عبدالحق کے درج کیے گئے ہیں تاہم کہیں کہیں ہندی متن سے بھی اختلافاتِ متن درج کیے گئے ہیں۔

''دوہے اپنی بولی کے'' عنوان کے تحت متن میں جو اشعار ہیں ان میں سے دو ذیل میں درج ہیں:

اب اودے بھان اور رانی کیتکی دونوں ملے   آس کے جو پھول کمہلائے (۲) ہوئے تھے پھر کھلے
اے کھلاڑی یہ بہت تھا (۳) کچھ نہیں تھوڑا ہوا   آن کر آپس میں جو دونوں کا گٹھ جوڑ ہوا ۳۰

حاشیوں میں اختلاف دیے گئے ہیں: ''۲۔ نسخہ عبدالحق: کملائے ۳۔ ہندی متن: سا'' ۳۱

مجموعی جائزہ

دبستانِ لکھنؤ کے مدونین نے جن متون کی تدوین کی ہے اصناف وار ان کی فہرست درج ذیل ہے:

دواوین و کلیات

دیوانِ فائز، اندر سبھا، دیوانِ درد، کلیاتِ میر، کلیاتِ نظیر اکبر آبادی،

دریائے عشق ،کلیاتِ شبلی ،کلیاتِ شوق ،کلیاتِ ولی ،کلیاتِ حسرت دہلوی ،بکٹ کہانی ،منظوماتِ میاں دلگیر

تذکرے

تذکرۂ نادر ،گلشنِ سخن ،تذکرہ خوش معرکہ زیبا ،تذکرہ آب بقا، گلستانِ بے خزاں،تذکرہ نکات الشعرا،تذکرہ شورش

نثر

مجالس رنگین ،سب رس ،نوطرز مرصع ،رانی کیتکی کی کہانی ،اردو کا پہلا ناول خطِ تقدیر

ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب، ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی، عبدالباری آسی اور شمیم انہونوی اس دبستان کے نمائندہ مدونین ہیں۔انھوں نے زیادہ تر لکھنو ہی کے مصنفین کی تصانیف کی تدوین کی ہے۔زمانی اعتبار سے کلاسیکی اور وسطی دور کی کتب کی تدوین کی گئی ہے۔ان میں کلیات و دواوین اور تذکرے و نثری کتابیں شامل ہیں۔نوطرز مرصع اور انشا کی نثری تصنیف مجالس رنگین اور رانی کیتکی کی کہانی کی تدوین کی گئی ہے۔ آسی نے کلیاتِ میر کی تدوین کی ہے ان کے بعد آنے والے مدونین نے زیادہ تر انھی کی تدوین سے استفادہ کیا ہے۔نظیر اکبر آبادی کے کلام کو جمع کرنے کا سہرا بھی آسی ہی کے سر ہے۔ شاہ عبدالسلام نے شوق کی مثنویوں اور غزلیات کے چند اشعار پر مشتمل کلیاتِ شوق کو ترتیب دیا ہے۔افضل کی بکٹ کہانی کو نورالحسن ہاشمی اور مسعود حسین خاں نے کئی نسخوں کی مدد سے مدوّن کیا ہے۔

ڈاکٹر محمود الٰہی نے تذکرہ نکات الشعرا ترتیب دیا۔اس کے علاوہ انھوں نے مولوی کریم الدین کی تمثیل "خطِ تقدیر "کو اردو کا پہلا ناول قرار دیا ہے۔کلیم الدین احمد نے دو تذکرے کے عنوان سے تذکرہ شورش و عشقی کو مدون کیا تھا ان میں سے تذکرہ شورش کا ایک نسخہ ڈاکٹر محمود الٰہی کو جونپور سے دستیاب ہوا۔شورش نے نکات الشعرا اور تذکرہ گردیزی سے جو استفادہ کیا تھا اسے مرتب نے حواشی میں درج کر دیا ہے۔تدوین کے عمل اور روایت کو ان مدونین نے آگے بڑھایا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ تدوین کوئی جامد فن نہیں ہے بلکہ مزید نسخوں کے حصول کے بعد اس کا سلسلہ آگے بڑھنا چاہیے۔ نکات الشعرا اور تذکرہ شورش کی تدوین اس کی مثالیں ہیں۔

ان مدونین نے مقدموں میں تفصیل سے موضوعِ متن اور لسانی جائزے پیش کیے ہیں۔ ان متون کو بہت سے نسخوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ دبستان اپنے موضوعات کے حوالے سے اہمیت رکھتا ہے۔اس میں میر، نظیر، انشا اور دیگر کے متون کو مدوّن کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆

حواشی

۱۔ ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب (مرتب) مجالس رنگین ، سعادت یار خاں رنگین، لکھنؤ: نظامی پریس وکٹوریہ سٹریٹ، ۱۹۲۹ء، ص ۱۳ مقدمہ
۲۔ ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب (مرتب) دیوانِ فائز ، نواب صدر الدین محمد خاں بہادر فائز، دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۶ء، ص ۷۷ متن
۳۔ ایضاً، حاشیہ
۴۔ ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب (مرتب) تذکرۂ نادر ، کلب حسین خاں نادر، لکھنؤ: کتاب نگر دین دیال روڈ، ۱۹۵۷ء، ص ۱۷ مقدمہ
۵۔ ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب (مرتب) گلشنِ سخن ، مردان علی خاں مبتلا لکھنوی، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۶۵ء، ص ۱۶ مقدمہ
۶۔ ایضاً، ص ۵۰ متن
۷۔ ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب (مرتب) اندر سبھا ، امانت لکھنوی، لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، ہسپتال روڈ انارکلی، ۱۹۶۶ء، ص ۴۸ حاشیہ
۸۔ دیوانِ درد مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور: مجلسِ ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ایک
۹۔ [دیوانِ درد مرتبہ رشید حسن خاں، لاہور: قیام پبلشرز، ۱۹۸۱ء، ص ۱۳] ؛ [دیوانِ درد مرتبہ عبدالباری آسی، لکھنؤ: منشی نول کشور، ۱۹۲۹ء، ص ۲]
۱۰۔ ایضاً، ص ۳ متن
۱۱۔ ایضاً، ص ۲۹ متن
۱۲۔ ایضاً، حاشیہ
۱۳۔ عبدالباری آسی (مرتب) کلیاتِ نظیر اکبر آبادی ، لکھنؤ: نول کشور پریس، ۱۹۵۱ء، ص ۲۸ پیش لفظ
۱۴۔ ایضاً، ص ایک متن
۱۵۔ ڈاکٹر سید محمد شمیم انہونوی (مرتب) تذکرہ خوش معرکہ زیبا، لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، ۱۹۷۱ء، ص ۶۲ متن
۱۶۔ گلستانِ بے خزاں ، قطب الدین باطن، لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲ء، پیش لفظ

۱۷۔ ڈاکٹر محمود الٰہی (مرتب) تذکرہ نکات الشعرا ، میر تقی میر، لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۴ء ،ص ۲۳ متن

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۳ حاشیہ

۱۹۔ ڈاکٹر محمود الٰہی (مرتب) تذکرۂ شورش ، غلام حسین شورش، لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۴ء، ۴۹ مقدمہ

۲۰۔ ڈاکٹر شاہ عبدالسلام (مرتب) کلیاتِ شوق ، مرزا شوق، لکھنو: دانش محل، ۱۹۷۸ء، ص ۱۶ مقدمہ

۲۱۔ ڈاکٹر شاہ عبدالسلام (مرتب) کلیاتِ شاہزادہ سلیمان شکوہ ، مرزا سلیمان شکوہ، لکھنو: دانش محل، ۱۹۸۲ء، ص ۱۰ پیش لفظ

۲۲۔ نور الحسن ہاشمی (مرتب) کلیاتِ ولی ، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء، ص ۲۵ دیباچہ

۲۳۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی (مرتب) نوطرزِ مرصع ، میر محمد حسین عطا خاں تحسین، الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی اتر پردیش، ۱۹۵۸ء، ص ۵۱ متن

۲۴۔ ایضاً، حاشیہ

۲۵۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی (مرتب) کلیاتِ حسرت دہلوی، لکھنو: دانش محل، ۱۹۶۶ء، دیباچہ

۲۶۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی ، مسعود حسین خاں (مرتبین) بکٹ کہانی ، محمد افضل افضلؔ، لکھنو: اتر پردیش اکادمی، ۱۹۸۶ء، دوسرا ایڈیشن، ص ۲۴ متن

۲۷۔ مرزا جعفر علی نشتر لکھنوی (مرتب) تذکرہ آب بقا ، مولوی منشی خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی ، لکھنو: منشی نول کشور پریس، ۱۹۱۸ء، ص ۴ تمہید ۲۸۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری (مرتب) منظوماتِ میاں دلگیر ، غلام حسین دلگیر، لکھنو: سرفراز قومی پریس، ۱۹۷۰ء، ص ۳۰ مقدمہ

۲۹۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری (مرتب) تذکرہ شعرائے ہندی، میر حسن، لکھنو: اردو پبلشرز، ۱۹۷۹ء، ص ۱۸ مقدمۂ مرتب

۳۰۔ ڈاکٹر سید سلیمان حسین (مرتب) رانی کیتکی کی کہانی ، سید انشاء اللہ خاں انشا، لکھنؤ: کتاب نگر دین دیال روڈ، ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۴ متن

۳۱۔ ایضاً، حاشیہ